زمانۂ نزول:

1۔ سورت ﴿القَصَص﴾، سورت ﴿الشُّعراء﴾ اور سورت ﴿النَّمل﴾ کے بعد، رسول ﷺ کے قیامِ مکہ کے تیسرے دور (6 تا 10 نبوی) میں نازل ہوئی، جب قریشی قیادت کو فرعون، ہامان اور قارون کے انجام سے عبرت حاصل کرنے کا مشورہ اور رسول اللہ ﷺ کو قریش کے مجرمین کا مددگار بننے سے روک دیا گیا۔

2۔ آیت: 56 ﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ﴾ رجب 10 نبوی میں، حضرت ابو طالب کے انتقال کے موقع پر نازل ہوئی۔

سورۃ القَصَص کا کتابی ربط

پچھلی سورت ﴿النَّمل﴾ میں دعوتِ توحید کے سلسلے میں ملکہ سبا کے مثبت رویوں کا ذکر تھا، سورج کی پوجا کرنے والی ملکہ نے اسلام قبول کرلیا یہاں سورۃ ﴿القَصَص﴾ میں فرعون، ہامان اِن دونوں کے لشکروں اور قارون کے منفی رویوں کا ذکر ہے، ان سب کو عبرت بنا کر ہلاک کردیا گیا۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- ﴿عُلُوّ فِی الْاَرْضِ﴾ اِس سورت کا مرکزی مضمون ہے اور قرآن مجید کی ایک خاص اصطلاح ہے، جو متکبر حکرانوں اور آمروں کے لیے مخصوص ہے۔ یہ لوگ خوفِ خدا اور قانونِ خدا سے بے نیاز ہو کر اللہ کے اختیارات اپنے ہاتھ میں لے کر زمین پر خود خدا بننے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔

(a) سورت کے آغاز ہی میں فرعون کے خلاف فردِ جرم عائد کرتے ہوئے اُسے ﴿عُلُوّ فِی الْاَرْضِ﴾ کا مجرم قرار دیا گیا۔ ﴿اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ﴾ (آیت:4)

(b) سورت کے اختتام پر یہ بتایا گیا کہ ﴿عُلُوّ فِی الْاَرْضِ﴾ کے جرم کے سبب ہی یہ دنیا میں ہلاک کیا گیا اور آخرت میں جنت کے گھر سے بھی محروم رہے گا۔

﴿تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ (آیت:83)

(c) اس آیت میں ﴿الْمُتَّقِيْنَ﴾ کا ایک خاص مطلب ہے۔ یہاں وہ حکمران مقصود ہیں، جو اللہ کے ﴿خلیفہ﴾ بن کر اللہ کے قانون کے ماتحت حدود و قیود میں رہتے ہوئے اور اللہ کی نافرمانی سے بچتے ہوئے اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہیں اور اختیارات کے ناجائز استعمال (Abuse of Power) اور فساد سے بچتے ہیں۔

(d) اس سورت میں ﴿عُلُوّ فِی الْاَرْضِ﴾ ابتدا میں بھی آیا ہے اور اختتام پر بھی۔ یہ قرآن مجید کی اکثر سورتوں کا ایک خاص اسلوب ہے۔ ابتدا میں مقدمہ بیان کیا جاتا ہے، درمیان میں تفصیل ہوتی ہے اور آخر میں مقدمے کا اِعادہ (Re-cap) کیا جاتا ہے۔

2- ﴿اِستِکبار فِی الاَرض﴾ بھی قرآن کی ایک خاص اصطلاح ہے۔ یہ سرکش اور طاغی افراد اور اُن کے باطن کا وہ رویہ ہے، جو اُن کے باطن سے ہو کر خارج ﴿الارض﴾ پر اثر انداز ہوتا ہے۔

"فرعون اور اُس کے لشکروں نے زمین پر ناحق تکبر سے کام لیا۔"

﴿وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِی الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ (آیت:39)

یہاں ﴿جُنُوْد﴾ کا لفظ بھی قابلِ توجہ ہے، یہ ﴿استکبار﴾ انفرادی نہیں تھا، بلکہ پوری فوج اور اس کے اہم ترین کمانڈروں کی اجتماعی ذہنیت تھی۔ فوجی اور عسکری قوت کا نشہ انسان کو دوسرے لوگوں کی تذلیل پر اکساتا ہے۔

3- فرعون اور اُس کے عسکری اور سیاسی معاونین ﴿مَلَأ﴾ کو قرآن نے ﴿فاسق﴾ یعنی بدکار ، بدعمل اور نافرمان کہا ہے۔ ﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ﴾ (آیت:32)

4- سورت القصص میں دو (2) قسم کی قیادت اور امامت (Leadership) کا فرق واضح کیا گیا ہے۔ امام کی جمع ﴿اَئِمَّة﴾ ہے ، امام اور لیڈر جنتی بھی ہو سکتے ہیں اور دوزخی بھی۔

(a) حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کی قیادت ایک صالح قیادت تھی۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ بنی اسرائیل کے اِن ضعیف مظلوموں پر احسان کرے اور انہیں دنیا میں امام ﴿اَئِمَّة﴾ اور وارث بنائے۔ چنانچہ آیت:5 میں کہا گیا: ﴿وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ﴾

(b) اس کے برخلاف فرعون کی امامت اور قیادت لوگوں کو 'دوزخ کی طرف دعوت دینے والی' فاسق اور بدعمل امامت تھی۔ ان کے تکبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ایسا لیڈر بنا دیا، جو دوزخ کی آگ کی طرف دعوت دیتے تھے۔ ﴿وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ﴾ (آیت:41)۔

5- سورت القصص میں ﴿جُنُوْد﴾ اور ﴿جُنُوْدَهُمَا﴾ کے الفاظ دو دو بار استعمال کیے گئے ہیں۔
﴿جُنُوْدَهُمَا﴾ کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ فوج کی کمان دو (2) کمانڈروں کے ہاتھ میں تھی۔ فرعون کی حیثیت غالباً صدر اور آرمی چیف کی سی تھی اور ہامان کی حیثیت وزیرِ اعظم ، وزیرِ دفاع یا ڈپٹی آرمی چیف کی سی تھی۔

(a) اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ فرعون اور ہامان دونوں کے لشکروں ﴿جُنُوْدَهُمَا﴾ کو وہ انجام دکھادے ، جس کا خود انہیں اندیشہ تھا۔ ﴿وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ﴾ (آیت:6)۔

(b) اللہ تعالیٰ نے فرعون اور ہامان دونوں کے لشکروں ﴿جُنُوْدَهُمَا﴾ کو ﴿خٰطِئِيْنَ﴾ یعنی خطاکار کہا۔ "یقیناً فرعون، ہامان اور ان دونوں کے ماتحت فوجیں خطاکار تھیں۔" ﴿اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِئِيْنَ﴾

(c) فرعون اور اُس کی پوری فوج نے بلا کسی استحقاق کے زمین پر تکبر کا مظاہرہ کیا۔ ﴿وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ (آیت:39)

(d) اللہ تعالیٰ نے فرعون کو بھی جکڑ لیا اور اُس کی فوج ﴿جُنُوْد﴾ کو بھی ، پھر یہ سب موجوں کے حوالے کر دیئے گئے۔ ﴿فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ﴾ (آیت:40)

6- سورت القصص میں ﴿ اِلٰـہ ﴾ کا لفظ بھی کامل اختیارات (Sovereignity) کے لیے استعمال ہوا ہے۔
فرعون نے ﴿ اُلُوہیت ﴾ کا دعویٰ بھی کیا اور ﴿ رُبُوبِیت ﴾ کا دعویٰ بھی کیا، اس نے ﴿ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی ﴾ کا دعویٰ بھی کیا تھا، حالانکہ وہ خود کئی خداؤں ﴿ آلِـھَـۃ ﴾ کی پرستش کرنے والا ایک مشرک آمر (Dictator) تھا۔

(a) وہ اپنے فوجی کمانڈروں سے کہتا: ''میں اپنے علاوہ کسی اور کو تم لوگوں کا ﴿اِلٰــہ﴾ حاکم (Sovereign) نہیں گردانتا'' ﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ یٰٓاَیُّھَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرِیْ ﴾ (آیت:38)

(b) مندرجہ ذیل آیت میں ﴿اِلٰـہ﴾ کا لفظ، ایک ایسی صاحبِ قوت معبود ہستی کے لیے استعمال ہوا ہے، جو روشنی فراہم کرسکتی ہے۔'' ﴿ مَنْ اِلٰہٌ غَیْرُ اللّٰہِ یَاْتِیْکُمْ بِضِیَآءٍ ﴾ (آیت:71)

(c) مندرجہ ذیل آیت میں ﴿اِلٰــــہ﴾ کا لفظ، ایک ایسی صاحبِ قوت معبود ہستی کے لیے استعمال ہوا ہے، جو رات کا سکون فراہم کرسکتی ہے۔'' ﴿ مَنْ اِلٰہٌ غَیْرُ اللّٰہِ یَاْتِیْکُمْ بِلَیْلٍ تَسْکُنُوْنَ فِیْہِ ﴾ (آیت:72)۔

7- سورت القصص میں ﴿ ہلاکت ﴾ کا لفظ بھی بار بار استعمال ہوا ہے۔

(a) حضرت موسیٰؑ کو (1,300 ق م میں) کتاب عطا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ہلاک شدہ اقوام قومِ نوحؑ، قومِ عاد، قومِ ثمود، قومِ لوطؑ اور قومِ شعیبؑ وغیرہ، ان کا ذکر بطور بصیرت تورات میں کردیا۔
﴿وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ مِنْ بَعْدِ مَآ اَھْلَکْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰی ﴾ (آیت:43)

(b) اللہ تعالیٰ نے کتنی ہی ایسی قوموں کو ہلاک کیا، جنہیں اپنے طرزِ زندگی، اپنے رہن سہن اور اپنی معیشت پر ناز تھا۔ تاریخ کے اس منظر میں اکیسویں صدی عیسوی کی امیر قوموں کے لیے اور قیامت تک آنے والی مادّہ پرست تہذیبوں کے لیے سامانِ عبرت ہے۔
﴿وَکَمْ اَھْلَکْنَا مِنْ قَرْیَۃٍ بَطِرَتْ مَعِیْشَتَھَا ﴾ (آیت:58)

(c) اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ہلاکتِ اقوام کے دو (2) اُصول بتائے ہیں۔ پہلا اصول یہ ہے کہ رسول کی بعثت اور اُس کی دعوت و اتمامِ حجت کے بغیر قوموں کو ہلاک نہیں کیا جاتا۔
﴿وَمَا کَانَ رَبُّکَ مُھْلِکَ الْقُرٰی حَتّٰی یَبْعَثَ فِیْٓ اُمِّھَا رَسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِنَا ﴾
دوسرا اصول یہ ہے کہ صالح اور نیک افراد پر مشتمل بستیوں کو ہلاک نہیں کیا جاتا، بلکہ ظالم بستیوں کو ہلاک کردیا جاتا ہے۔ ﴿وَمَا کُنَّا مُھْلِکِی الْقُرٰٓی اِلَّا وَاَھْلُھَا ظٰلِمُوْنَ﴾ (آیت:59)۔

(d) فرعون کا دستِ راست اور سرمایہ دار یہودی قارون یہ سمجھتا تھا کہ اُسے دولت اُس کے علم کی بنیاد پر عطا کی گئی ہے، حالانکہ تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس سے زیادہ علم، اُس سے زیادہ قوت اور اُس سے زیادہ جمعیت رکھنے والے

بڑے بڑے گناہ گار مجرموں کو ہلاک کر کے رکھ دیا۔

﴿قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِیْ اَوَلَمْ یَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّ اَكْثَرُ جَمْعًا وَلَا یُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ (آیت:78)

(e) اللہ تعالیٰ نے قارون کو اُس کے گھر کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا۔ اللہ کے علاوہ کوئی قوت اور کوئی جمعیت اُس کی مدد کے لیے موجود نہ تھی۔

﴿فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ یَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِیْنَ﴾ (آیت:81)

(f) سورت القصص کی آخری آیت میں توحیدِ دعا، توحیدِ اختیار، توحیدِ حیات اور توحیدِ تشریع کی تفصیلی وضاحت کر کے آمروں پر یہ بات واضح کر دی گئی کہ وہ دنیوی عذاب سے بھی دوچار کیے جا سکتے ہیں اور آخرت کی سزا سے بھی۔ تمام مخلوق کے لیے فنا ہے اور صرف خالق اللہ کے لیے ہے بقا ہے۔ اس لیے نہ تو اُس کے علاوہ کسی اور سے دعا کرنا چاہیے اور نہ کسی اور کو ﴿حاکم﴾ (Soveriegn) تسلیم کرنا چاہیے۔ یہ خیال ہمیشہ دامن گیر ہو کہ ہمیں اُسی کی طرف لوٹنا ہے۔ ﴿وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ، كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ، لَهُ الْحُكْمُ ، وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ (آیت:88)

8- اس سورت میں ﴿ظَهِیْر﴾ یعنی مددگار کا لفظ دو (2) مرتبہ استعمال کیا گیا ہے۔ ان دو آیتوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کو مجرموں اور کافروں کا ﴿ظَهِیْر﴾ یعنی مددگار نہیں بننا چاہیے اور اگر نادانستہ طور پر کبھی ان سے ایسی غلطی سرزد ہو جائے تو اللہ سے استغفار کر کے آئندہ ظالموں، فاسقوں اور کافروں کے ﴿ظَهِیْر﴾ یعنی مددگار بننے سے باز آ جانا چاہیے، خواہ وہ مجرم اور گناہ گار افراد اُن کی اپنی قوم، اپنے خاندان، یا اپنے عزیز و اقارب ہی کیوں نہ ہوں، بالخصوص فرعونی ذہنیت رکھنے والے آمروں (Dictators) کی حمایت سے بچنا چاہیے۔

(a) حضرت موسیٰؑ نے نادانستہ قتل پر استغفار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے معافی دے دی۔ اس معافی پر احسان مندی کے طور پر حضرت موسیٰؑ نے یہ عہد کیا کہ وہ آئندہ کسی مجرم کے ﴿ظَهِیْر﴾ یعنی مددگار نہیں بنیں گے۔

﴿قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ﴾ (آیت:17)

(b) اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول ﷺ پر کی جانے والی وحی کو رحمت قرار دیا۔ دنیا پر یہ واضح کر دیا کہ خود رسول اللہ ﷺ رسالت اور نبوت کے خواہش مند نہیں تھے۔ وحی کی اس احسان مندی کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ وہ ہر گز ہر گز کافروں کے ﴿ظَهِیْر﴾ یعنی مددگار نہ بنیں۔

﴿وَمَا كُنتَ تَرْجُوٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ﴾ (آیت:86)

سورۃُ القَصَص کا نظمِ جلی

سُورۃُ القَصَص نو(9) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 6 :سورت القصص کا پہلا پیراگراف سورت کی غایت اور سورت کی تمہید پر مشتمل ہے۔

کتابِ مبین میں حضرت موسیٰؑ اور فرعون کا سچا قصہ ٹھیک ٹھیک بیان کردیا گیا ہے۔اس حصے میں فرعون کے خلاف فردِ جرم (Charge Sheet) عائد کی گئی ہے۔

(a) فرعون ایک متکبر اور سرکش حکمران تھا زمین پر بڑا بنتا تھا۔﴿اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ﴾۔

(b) فرعون اپنے شہریوں کو تقسیم کرتا تھا ﴿وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا﴾ (Divide & Rule) کی پالیسی پر عمل کرتا تھا۔

(c) فرعون نسل پرست تھا۔﴿يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ﴾ایک گروہ (یعنی بنی اسرائیل) کو کمزور کرتا تھا۔

(d) فرعون ایک نسل کش حکمران تھا ۔﴿يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ﴾لڑکوں کو ہلاک کر کے لڑکیوں کو چھوڑ دیتا تھا۔ (Ethenic Cleansing) کے جرم کا مرتکب تھا۔

(e) فرعون ایک فسادی حکمران تھا ﴿اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ﴾ (آیت:4)

اس سورت کے آغاز (آیت:4) میں بھی ﴿عَلَا فِي الْاَرْضِ﴾ کا ذکر ہے،اور اختتام پر بھی (آیت نمبر 83 میں) ان دونوں کے درمیان سارا واقعہ بیان کیا گیا ہے، یہی اس سورت کا مرکزی مضمون ہے۔

اللہ تعالیٰ کی منصوبہ بندی یہ تھی کہ مظلوم اور ضعیف بنی اسرائیل پر احسان کیا جائے اور ان کے حوالے دنیا کی امامت سپرد کی جائے۔چنانچہ حضرت موسیٰؑ کے تین سو(300) سال بعد، حضرت طالوتؑ ،حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کو حکومت عطا کی گئی اور اس خاندان میں بڑے بڑے انبیاء اور رسول پیدا کیے گئے ، جو توحید کی میراث کے علمبردار تھے۔﴿وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ﴾ (آیت:5)

2- آیات 7 تا 13: دوسرے پیراگراف میں حضرت موسیٰؑ کے بچپن کی سچی داستان رقم کی گئی۔

حضرت موسیٰؑ کی والدہ پر اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ بچے کی پیدائش کے فوراً بعد اُسے دودھ پلا کر دریا کی موجوں کے حوالے کر دیا جائے اور یہ تسلی بھی دی کہ یہ لڑکا تمہاری گود میں لوٹا دیا جائے گا۔دریا کی موجوں نے بچے کو فرعون کے محل

تک پہنچا دیا۔ فرعون کی بیوی نے بچے کے قتل سے روک دیا اور محل کی عورتوں کو دودھ پلانے کا حکم دیا، لیکن حضرت موسیٰ ؑ کسی اور خاتون کا دودھ ہی نہیں پیتے تھے۔ اس طرح انہیں دوبارہ اپنی ماں کے پاس پہنچا دیا گیا۔

﴿فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ﴾ (آیت:13)

فرعون کے محل والے اس حقیقت سے بے خبر تھے کہ یہی نومولود مستقبل میں فرعون اور اُس کے فوجی اقتدار کے لیے دشمن ثابت ہوگا اور ان کے رنج کا باعث بنے گا ﴿لِیَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا﴾ (آیت:8)۔

3- آیات 14 تا 21 : تیسرے پیراگراف میں حضرت موسیٰ ؑ کی جوانی کا ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے۔

ابتدائی جوانی کے ایام میں ان سے ایک نادانستہ قتل ہوگیا۔ حضرت موسیٰ ؑ کو فوراً یہ احساس ہوا کہ یہ ایک شیطانی عمل ہے۔ انہوں نے فوراً استغفار کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں فوراً معاف کر دیا۔ ﴿قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ، فَغَفَرَ لَهٗ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴾ (آیت:16)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت کا مژدہ سننے کے بعد حضرت موسیٰ نے احسان مندی کے اعتراف میں عہد کیا۔

''آئندہ ہرگز کبھی مجرموں کا حمایتی نہ بنوں گا'' (آیت:17)۔ حکومت کے ایک آدمی نے حضرت موسیٰ ؑ کو یہ اطلاع دی کہ حکمران اِن کے قتل کی سازش کر رہے ہیں، چنانچہ حضرت موسیٰ ؑ نے مصر سے مدین کی طرف ہجرت کی۔

4- آیات 22 تا 28 : چوتھے پیراگراف میں حضرت موسیٰ ؑ کی دس (10) سالہ مدینی زندگی کے سچے واقعات نقل کیے گئے ہیں۔

یہاں حضرت موسیٰ ؑ کی فطری قائدانہ صلاحیتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مدین پہنچ کر انہوں نے محض اللہ کی خوشنودی اور خدمتِ خلق کے جذبے کے تحت دو کمزور لڑکیوں کی مدد کی۔ ان کے جانوروں کو پانی پلایا۔ پھر ان دونوں سے بے نیاز ہو کر ایک سائے کی طرف رُخ کیا۔ ﴿ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ﴾۔ پھر ایک اجنبی مقام پر دیارِ غیر میں اللہ کے سامنے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے کہ اے میرے پالنے والے! جو بھی خیر تو نے میرے لیے مقدر کر رکھا ہے، اُس کا میں محتاج ہوں ﴿رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ﴾ (آیت:24)۔ دعا قبول ہوئی۔ ان میں سے ایک لڑکی شرماتی ہوئی آئی۔ کہا: میرے والد آپ کو مزدوری دینا چاہتے ہیں۔ حضرت موسیٰ ؑ نے ان لڑکیوں کے والد کو مصر کے حالات تفصیل سے بتائے اور بنی اسرائیل پر فرعون کے مظالم کی داستان سنائی۔ لڑکی کے والد نے کہا: ﴿نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (آیت:25)۔ ان دو لڑکیوں میں سے ایک ذہین لڑکی نے اپنے والد کو مشورہ دیا کہ حضرت موسیٰ ؑ کو ملازم رکھ لیا جائے اور اس کے لیے اپنی طرف سے دو مضبوط دلیلیں بھی دیں۔ اچھے ملازم میں دو (2) بنیادی اوصاف کا ہونا ضروری ہے۔ (1) طاقت اور قوت (2) امانت و دیانت۔ (آیت:26) ﴿قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا یٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ﴾ (آیت:26) وہ حضرت موسیٰ ؑ کی جراَت اور ان کے تقویٰ کے علاوہ، ان کے تعلق باللہ کا مشاہدہ کر چکی تھی۔ آٹھ یا دس سال کی ملازمت پر ایک لڑکی سے ان کے

نکاح پر اتفاق ہو گیا۔ ﴿ ذٰلِكَ بَيْنِي وَ بَيْنَكَ ﴾ (آیت:28)

5- آیات 29 تا 42 : پانچویں پیراگراف میں ،حضرت موسیٰؑ کی منصب نبوت پر سرفرازی اور اُس کے بعد اُن کی فرعون سے معرکہ آرائی اور فرعون اور اُس کی فوجوں کے انجام پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

ملازمت کے معاہدے کی تکمیل کے بعد حضرت موسیٰؑ کو نبوت سے سرفراز کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے خود ان سے خطاب کیا اور فرمایا: ''اے موسیٰ! میں اللہ ہوں، تمام جہانوں کا رب ہوں''۔ ﴿ يٰمُوْسٰى اِنِّيْ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ (آیت:30)۔ دو (2) معجزات سے نوازا۔ لاٹھی سانپ بن جاتی تھی اور ہاتھ جیب سے نکلتے ہی چمکنے لگتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ ان دو معجزات کے ساتھ کر فرعون کے دربار میں جائیں اور انہیں اسلام کی دعوت دیں۔ یہ لوگ بڑے ہی بدکار ہیں۔ (آیت 32)

حضرت موسیٰؑ نے درخواست کی کہ حضرت ہارونؑ کو بھی معاون بنایا جائے۔ یہ درخواست قبول کی گئی۔ حضرت موسیٰؑ نے اِس خدشے کا اظہار کیا کہ فرعون ان کے نادانستہ قتل کا انتقام لے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ یقین دہانی کرائی کہ ہم تم دونوں بھائیوں کو ایسی طاقت عطا کریں گے کہ فرعون اور اُس کے کمانڈر تم دونوں پر ہاتھ نہیں ڈال سکیں گے ﴿ نَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ﴾ (آیت:35)۔

حضرت موسیٰؑ نے فرعون کے دربار میں دعوت دی، اُس نے انہیں جادوگر اور مفتری ٹھہرایا ،تکبر سے کام لیا اور اپنے کامل اقتدار و اختیار کا دعویٰ ﴿ اُلوہیت ﴾ کی شکل میں کیا۔ ''میں اپنے سوا تم لوگوں کے لیے کوئی اور حاکم ﴿ الٰہ ﴾ نہیں گردانتا''۔

﴿ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ﴾ (آیت:38)۔

فرعون اور اُس کی فوجوں نے آخرت کا اِنکار کر کے تکبر کا مظاہرہ کیا اور حضرت موسیٰؑ کو مسترد کر دیا۔

﴿ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَ جُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴾ (آیت:39)

اللہ تعالیٰ نے فرعون کو بھی پکڑ لیا اور اُس کی ظالم فوجوں کو بھی دریا کی موجوں کے حوالے کر کے ہلاک کر دیا۔

﴿ فَاَخَذْنٰهُ وَ جُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ (آیت:40)

یہ دوزخ کی آگ کی طرف بلانے والے لیڈر اور امام تھے ﴿ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ﴾ (آیت:41)۔

ان پر دنیاوی لعنت بھی ہوئی اور اُخروی عذاب بھی ہوگا۔ (آیت:42)

6- آیات 43 تا 60 : چھٹے پیراگراف میں ،رسول اللہ ﷺ سے خطاب ہے اور قریش کو وارننگ دی گئی ہے کہ اُن کے رویے بھی فرعونی ہیں اور اِنہیں بھی شاید اِسی انجام سے دوچار ہونا پڑے۔

قریشِ مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو جادوگر کہا تھا ، بالکل اُسی طرح، جس طرح حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو جادوگر کہا گیا تھا۔ (آیت:48)

قریش کے سرداروں کو چیلنج کیا گیا کہ ان سے صاف کہہ دیا جائے: قرآن سے بہتر کتاب لا کر دکھاؤ ! (اور ایسا ممکن نہیں ہے) میں خود اُس کتاب کی پیروی کروں گا۔ ورنہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم لوگ خواہشاتِ نفس کے پیرو ہو (آیات:49 تا 50)۔ اللہ تعالیٰ نے اِتمامِ حجت کر دی ہے ، امید ہے کہ یہ لوگ نصیحت قبول کریں گے۔

﴿وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾ (آیت:51)۔

قریشِ مکہ کو غیرت دلائی گئی کہ تم سے تو بعض اہلِ کتاب (جیسے حبش کے عیسائی بادشاہ نجاشی وغیرہ) زیادہ بہتر ہیں۔ وہ ایمان لا چکے ہیں۔ ان کی ثابت قدمی کی وجہ سے انہیں دوہرا اجر دیا جائے گا۔ یہ لوگ برائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں، لغو سے اعراض کرتے ہیں، ﴿وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ﴾ جاہلوں کو سلام کہتے ہیں، ان سے الجھتے نہیں، ﴿ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ﴾ (آیت:55)۔

مشرکین کو احساس دلایا گیا کہ خانۂ کعبہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اِس شہر کو ایک پر امن جائے قیام بنایا۔ ہر قسم کے پھلوں اور رزق پہنچانے کا بندوبست کیا ہے۔ (آیت:57)

مشرکین کو دھمکی دی گئی کہ تم کس کھیت کی مولی ہو؟ تم سے پہلے کتنی ہی مغرور تہذیبیں اور مضبوط معیشتیں (Sound Economies) بھی تباہ کر دی گئیں۔

7- آیات 61 تا 75 : ساتویں پیراگراف میں، دلائلِ توحید پیش کیے گئے ہیں۔

توحید کی مختلف دلیلوں کو پیش کرنے کے بعد یہ حقیقت واضح کی گئی کہ اللہ کے علاوہ کوئی ﴿اِلٰـہ﴾ نہیں ہے۔ اول و آخر وہی تعریف کا مستحق ہے ، وہی حاکم اور شارع (Law giver) ہے۔ دنیا میں فرعونوں کا قانون نہیں ، بلکہ خالق ﴿اللہ﴾ کا قانون ہی چلے گا۔ آیت:70 کا یہ مضمون، آخری آیت:88 میں دہرایا گیا۔

﴿وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَ الْاٰخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ (آیت:70)

اللہ تعالیٰ کی قدرت اور طاقت کے دلائل پیش کیے گئے کہ وہی دن اور رات کے نظام کو چلانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اُسی کا شکر ادا کیا جانا چاہیے۔ قیامت کے دن ہر امت سے ایک گواہ اٹھایا جائے گا۔ ہر ایک سے دلیل طلب کی جائے گی۔ اُس وقت ثابت ہو جائے گا کہ توحید برحق ہے اور شرک کا عقیدہ جھوٹ اور افترٰی ہے ، جو کوئی بنیاد نہیں رکھتا۔ ﴿وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ، فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ ، وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ﴾ (آیت:75)۔

8- آیات 76 تا 82 : آٹھویں پیراگراف میں ، ایک موقع پرست سرمایہ دار قارون کی، فرعون کی طاغوتی حکومت سے تعاون کی سچی داستان رقم کی گئی۔

قارون، بنی اسرائیل میں سے تھا اور حضرت موسیٰؑ کا چچا زاد بھائی تھا، موسیٰؑ کے والد ہارون اور قارون کے والد

یُصہر دونوں بھائی تھے اور ﴿ قاہت ﴾ کی اولاد تھے،لیکن مفادات کی خاطر قارون، فرعون اور اُس کی آمرانہ مشنری سے جاملا۔ اُس نے اپنی قوم کے خلاف بغاوت کی۔﴿فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ﴾ (آیت:76)

قارون اس قدر دولت مند تھا کہ اُس کے خزانوں کی کنجیاں بھی ایک طاقتور جماعت بمشکل اٹھا سکتی تھی۔

﴿وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ﴾ (آیت:76)۔

قوم کے مخلص لوگوں نے قارون سے کہا کہ اُسے اپنی دولت پر ناز نہیں کرنا چاہیے۔اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔﴿ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴾ (آیت:76)۔اُسے مشورہ دیا گیا کہ(غریبوں پر خرچ کرتے ہوئے)اللہ کی دی گئی دولت سے آخرت کا گھر(یعنی جنت) تعمیر کرلے۔

﴿وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ ﴾

البتہ دنیا کا حصہ فراموش نہ کر ﴿وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ﴾

(لوگوں پر فیاضی کے ساتھ)احسان کر! جس طرح اللہ نے تجھ پر(اتنی دولت دے کر) احسان کیا ہے ﴿وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ﴾ (آیت:77)۔

قارون بھی، اپنے چیف فرعون کی طرح فسادی تھا۔اسی لیے اُسے زمین میں فساد کرنے سے منع کیا گیا۔

﴿وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ﴾

اللہ مفسدوں کو پسند نہیں کرتا!﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴾ (آیت:77)۔

قارون اپنی دولت کو،اللہ کے احسان سمجھنے کے بجائے ،اپنے ذاتی علم کا نتیجہ سمجھتا تھا۔

﴿اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ﴾ (آیت:78)۔

ایک روز قارون ، ٹھاٹھ باٹھ سے نکلا تو دنیا پرستوں نے اُس کی دولت اور اُس کی شان وشوکت کو دیکھ کر کہا کہ کاش ہمیں بھی اس طرح نوازا جاتا۔قارون تو بہت ہی خوش قسمت آدمی ہے۔﴿ يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴾(آیت:79) ،لیکن اہلِ علم دھوکہ نہیں کھاتے۔انہوں نے کہا کہ دنیا کی دولت سے، اللہ کا اجر وثواب زیادہ بہتر ہے۔

بالآخر قارون اپنے گھر کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا گیا۔فرعون کی سیاسی اور فوجی دوستی اُس کے کسی کام نہ آئی۔اللہ کی قوت کے سامنے فرعونوں اور﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ کی قوت کی بھلا کیا حیثیت ہے؟

﴿فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴾ (آیت:81)۔

وہی لوگ جو کل تک قارون کی دولت پر رشک کیا کرتے تھے ،قارون کے زمین میں دھنسا دیے جانے کے بعد قارون

کے انجام پر افسوس کرنے لگے۔ یہ کچے اور خام عوام الناس کا حال تھا، جو اپنا موقف فوراً بدل لیتے ہیں۔ اقرار کیا کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے دولت سے نواز دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے محروم کر دیتا ہے۔

﴿وَيْكَأَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ﴾

اقرار کیا کہ کافر کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا ہے، ورنہ ہم بھی قارون کے ساتھ زمین میں دھنسا دیئے جاتے۔ ﴿لَوْلَآ أَنْ مَّنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا وَيْكَأَنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ﴾۔

9- آیات 83 تا 88 : نواں اور آخری پیراگرف اختتامیہ پر مشتمل ہے۔ اس میں فرعون کے جرم ﴿عُلُوّ فِي الْأَرْضِ﴾ کا اعادہ کیا گیا اور بتایا گیا کہ دنیوی عذاب پانے والا یہ متکبر فوجی حکمران، آخرت کے گھر سے بھی محروم رہے گا۔ وہ متقی نہیں تھا۔

﴿تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ (آیت: 83)۔

رسول اللہ ﷺ کو ہدایات دی گئیں کہ بھلائی کا بدلہ اس سے بہتر بھلائی اور برائی کا بدلہ، برائی کے برابر ہی دیا جائے گا۔ قرآن کو فرض کیا گیا ہے، یہ بہترین انجام کو پہنچانے والی کتاب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو شرک سے بچتے ہوئے اپنے رب کی طرف دعوت دینے کا حکم دیا گیا۔ قریشِ مکہ کے سرداروں کی معاونت سے منع کیا گیا۔

﴿وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللَّهِ بَعْدَ إِذْ أُنْزِلَتْ إِلَيْكَ ، وَادْعُ إِلٰى رَبِّكَ ، وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (آیت: 87)۔

آخری آیت میں پانچ (5) باتوں کی طرف اشارہ کر کے حاصلِ کلام رکھ دیا گیا۔

(a) اللہ کے علاوہ، اللہ کے ساتھ ساتھ، کسی اور ہستی سے دعا نہیں کی جا سکتی ﴿وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلٰهًا اٰخَرَ﴾ یہ ﴿توحیدِ دعا﴾ کا مضمون ہے۔

(b) اللہ کے علاوہ، کوئی اور ہستی ﴿إِلٰه﴾ نہیں ہے۔ ﴿لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ﴾۔ یہ ﴿توحیدِ الوہیت، توحیدِ اختیار اور توحیدِ عبادت﴾ کا مضمون ہے۔

(c) اللہ خالق ہے، اس کے علاوہ جو کچھ ہے، وہ مخلوق ہے۔ صرف اللہ ہی کے لیے ﴿بقا﴾ ہے اور باقی تمام مخلوقات کے لیے ﴿فنا﴾ ہے۔ ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾۔ یہ ﴿توحیدِ ذات﴾ کا مضمون ہے۔

(d) اللہ تعالیٰ ہی حاکمِ حقیقی ہے۔ کسی فرعون کو زمین پر اللہ تعالیٰ کے قانون سے بے نیاز ہو کر حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ ﴿لَهُ الْحُكْمُ﴾۔ یہ ﴿توحیدِ تشریع﴾ کا مضمون ہے۔

(e) اللہ تعالیٰ آخرت برپا کرے گا، نیک لوگوں کو جزا اور فرعونوں کو سزا سے دوچار کرے گا ﴿وَإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾۔ یہ توحیدِ قدرت اور توحیدِ اختیار کا مضمون ہے۔ (آیت: 88)۔

مرکزی مضمون

انسان کو تکبر، ﴿عُلُو فِی الْاَرْض﴾ اور ﴿فَسَادُ فِی الْاَرْضِ﴾ سے بچنا چاہیے، ورنہ فرعون اور قارون کی طرح، وہ دنیوی عذاب سے بھی دوچار کیا جا سکتا ہے اور اُخروی عذاب سے بھی۔